

تارا ویراتے بول ملنگا وے بعد
تیسری پیش کش

تلسلی

ہندکو نظماں

مقبول اعجاز اعجازی
ایم اے اردو

کتاب	تکلی (نظمیں)
شاعر	مقبول اعجاز اعجازی
سال	فروری 2004ء
ایڈیشن پہلا
کمپوزنگ	عامر انٹر پرائزز
ڈیزائننگ	فائز احمد فیضی
تعداد	500
قیمت	60/- روپے صرف

ملوئیں دپتہ:

مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور شہر
عامر انٹر پرائزز ڈھکی نعلبندی
قصبہ خوانی پشاور شہر

گنڈرے پر تہذیب کی دلچسپی

سچو سچو تہذیبی ماہر دے کہ ہندو شاعری نو "تارا ویرا" جیسی

معتبر تہذیبی و فنی پیش قدمیوں سے لے کر مقبول ایجاز اور ایجازی ہرود کجی
 نہ کہ دے آتے ہی ان دنوں ان کا شعریہ ادب دے ہی دے گیا اور سدا چند
 رہتا ہے ہر حال میں اور ہندو شاعر اور شاعرانہ تہذیبی زبان سے آئیں لوگوں کو
 آشنا کرنا ہے کہ ان سے ہی محبت سے اس کی تہذیب ہے۔ اور ایڑی سچی

تہذیبی تہذیب و سحرانہ جو ہوتی ہے اور ہندو تہذیبی شعراں اور ہندو
 تہذیبی لوگوں اور ہندو تہذیبی سچو سچو تہذیبی زبان مانتی
 دے ہی آئی ہے تہذیب سے تہذیبی شعراں کی تلاش دے ہندو تہذیبی شعراں
 ہندو شاعری اور ہندو تہذیبی زبان سے تہذیبی شعراں کی تلاش دے ہندو
 ساڈی اور دے ہی ہے جیسی تہذیبی سچو سچو تہذیبی زبان سے تہذیبی
 سے ساڈی تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی
 نہ دے چہ ہر حال میں دے کہ ہندو تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 نو تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے

تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 ہر تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 دے ہندو تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 شریک کرنے دے ہندو تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 دے ہندو تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے
 آواز سے انان آواز انان ای ساڈی لوگ ہر شخص سے تہذیبی زبان سے تہذیبی زبان سے

دنیا ہی ہے نبی اکرمؐ کی انسانیت کی عظمت اور دنیا اچھا لفظ ہے اس لئے لفظ
 "میں کیہ گوارا" اور اس کے تحت خود شاعرانہ اس طرح اس طرح
 تو دیتے۔ اس طرح لفظ "کیا رکھ کر" اور "جانو چاہی ادا سہرا پاک
 گوارا" ہی روزمرہ زندگی ہی ہوتی ہے انہوں نے لفظ "کیہ گوارا" ہی
 ہی چھپرا ہے اس طرح لفظ "کیہ گوارا" اور لفظ "میں کیہ گوارا" ہی
 اس ہی ہے یہ لفظ ہی شریعت کے قبول و نفاذ کے لفظوں میں لفظ
 اور لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔

لفظوں ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔
 لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔

اس طرح لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔
 لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔
 لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔

لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔

لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔

لفظ ہی لفظ ہی ہے جو خود لفظ ہی ہے۔

گرا کر نذر میر تقی میر
بے نیوے سن آن پیکار

اجتماعی بے چہرگی کا دہک - اور مقبول اعجاز اعجازی

ادب کے بارے میں یہ بحث کہ اسے کس حد تک مقصدیت کا حامل ہونا چاہیے، اس لحاظ سے خاصی مبہم ہے کہ ہم آج تک مقصدیت کا مفہوم ہی طے نہیں کر سکتے۔ یا پھر مباحث میں اس کی تعریفیں ہی متین ہیں جو پائیں۔

جام، اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ ادب چاہے نشی جو یا منگوم، کسی نہ کسی مرحلے سے انکا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ چاہے لہجہ پر چل کر تلفظ سے، دل کے درد سے کونے سے، فقر و شہر کی قدرتوں سے روشن کیا ہو، جسٹیل کے امکانات تلاش سے، یا سائنس کے منظر سے یا دور کا اثاثہ سیٹ سے محفوظ کرنا ہو اور یا پھر اپنی زبان و ثقافت کا روحہ تحریر کرنا ہو۔

پر تخلیق کار کے ہاں مقاصد کی صورت مگر، فنط اشکال میں ہیں۔ مطلق ضرور ہے۔ اور اس میں مقصدی ادب کی تخلیق، لغویہ موجودگی کی نفاذی قہوں سے ہٹ کر اپنا جواز فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا طریقہ، مقبول اعجاز اعجازی کی پند کو شاعر کی کا تجربہ کیا جائے، تو اس کے ہاں ترجمہ جات میں، اپنی ماں بولی کی نسبت اور ثقافت کے متنے کا دکھ، سب سے نمایاں اور گہرا لگتا آتا ہے۔

مشابہت کی کوشش کھول کر دیکھا جائے، تو اس طرح سے جنابت و اصاحت اندر سے ہے، گھر سے اور پھر لوٹ کر تخلیق کار کی ہے جو ہو سکتی ہے۔ جو اپنی زبان، تہذیب و ثقافت، اپنے شیخ اور اپنی پہچان کے متنے سے آشوب سے دل گوندتے ہو۔ لیکن حوصلہ نہ ہارے اور اپنی بساط سے محاذوں و روشنی کا دستار بٹھانے کی کاوش کریں۔

مقبول اعجاز اعجازی نے ہی اپنے لیٹے اس آڑے سفر کا انتخاب کیا اور مقبول اعجاز عام چلتے ہوئے سیکڑوں سے داسن پاتے ہوئے ایک نصب العین کے تحت شاعری کی، اور وہ نصب العین یہ ہے کہ اپنی ماں بولی کے متنے سے خد خد اور مزہ ہوئے الفاظ کو کسی نہ کسی طور پر پایا جائے۔ اس دور کے کئی گھڑی کو تھوڑے سے محفوظ کیا جائے اور اس حالت سے اپنی پہچان اور وہ شناخت برقرار رکھی جائے جو بڑی تیزی سے ذوق غبار ہوتی جا رہی ہے اور لگے بید ہے کہ نیویں سے کہیں زیادہ، اپنے ہی اس کی ہمدردی کے عمل میں مصروف ہے۔

ذاتی اور فنکاری پہچان سے سزا، اجتماع بے چہرگی کا یہ دکھ، مقبول اعجاز اعجازی کی شاعری کا بنیادی تئیں انجائی بشیروہ حالہ بنا ہے۔ اس کی شاعری میں وہ سہی اہم بات، تلاش کا سفر اور دریافت کا ان تلف عمل ہے۔

اس نے پند کو کسے پرانے اور قدیم الفاظ کو تلاش سے، تراشے اور انہیں محفوظ کرنے کے اپنے جس پیرائے کا انتخاب کیا ہے وہ نسبتاً غماز، موثر اور خوبصورت ہے۔

اگر وہ ان الفاظ کو مفرد انمازیں میں لفظ کی شکل دینا تو شاید یہ سلسلہ حدود دینا۔ لیکن اس نے کمال پر نہ گئے۔ ایسے الفاظ کیلئے شعروں کا تانا بانا ہونا۔ موضوعات کی شکل دینے اور پورے سیاق و سباق کے ساتھ آگے بڑھنے کی ترقی کا اہتمام کیا۔

قبول اعجازِ انمازی کی زبان کو۔ ایک حالہ سے اگر پشاور کی جگہ کی زبان کی زبان قرار دیا جائے تو فطرت ہوگا۔ جس میں خالص ہے کہ ساقہ ساقہ بجز الامثال اور لہو لہو کی چاشنی میں مر جہے۔ اور پچھ کی محاسن کا نچاؤ ہے۔ سب سے اہم بات۔ ان الفاظ کے پس پرہہ۔ فقرہ دانش کی جو مثنوی لہریں ہیں لفظ کا اظہار ہے۔ اور اس میں باکمال زبان کی ثبوت ہنسی کا مستند حال قرار دی جاسکتی ہے۔

قبول اعجازِ انمازی۔ واسطہ فیضیہ طور پر لسانیات کی طرف متوجہ نظر آتا ہے۔ یوں لہو لہو ہونا ہے جیسے وہ پر لفظ کے مثنویں جہاز کی تشبیہ اور اہمیت سے آگاہ ہے۔ وہ لسانیات اور سمیاتیات سے غائب۔ اور آگے سے پہلے طبع واقف ہے۔ سو نہیں شعروں میں وہ بیانات و احساسات کی کاملیت یا گہرائی کو زیادہ اہمیت دیتا اور اس کے اس طرح نکل سے اس کی ترقی اور سمیاتیات متوجہ ہوتی ہے۔

اس نے اپنے شعروں میں توئی درجہ غلبہ لانا یہ فکر قائم نہیں کیا۔ لیکن کچھ ایسے موضوعات فنیہ انتخاب کیے ہیں جو بظاہر سادہ کے نظر آتے ہیں، مگر حالہ نگاہ میں ہیں قبول اعجازِ انمازی نے انہیں اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھا ہے اور یہاں اس کی حساسیت اور ماس شمولہ ہزارہ سمیاتیات کو سمجھنے کے لیے۔ انہیں شعروں میں اس کی نظم۔ غزل سے زیادہ مضبوط بنادیں دیتی ہے۔ اور اس نے اپنا کرشمہ کاروبار کا زیادہ اظہار لکھو ہے جس سے آگاہ ہے اور اس کی وجہ حراف ظاہر ہے۔ وہ چند گونہ ہے جو الفاظ اور صنف الامثال کو غزل کرنا چاہتا ہے ان کیلئے نظموں کا پہلا یہ ہے مناسب ہے کہ غزل میں اس کی گہرائیوں کو لکھنا سمجھتی ہے۔

شعروں کی جانتا ہے کہ میر میں میری سے نصف آخر میں جو پہلے شعری تعریف۔ اپنے خالص لہجے کا خود اعلان کرتی ہے۔ ان میں قبول اعجازِ انمازی کی "تارا ویلا"۔ "بول ملک" اور اب اس کی "نئی شعری تعلق"۔ "مثنوی" کو سر پرست دیکھا جاسکتا ہے اور فلسفہ ہی ایک بات۔ اسے ہنگو زبان و ادب کی تاریخ میں مذکور ہے کہ یہ کافی ہے۔

ذکرِ خدیو قیام۔
۲۸ ۱/۲
پبلشر

موسمِ جاوید
پیشہ

سکون کے ساتھ ساتھ شام بھی مٹا کر آئی۔ ایک جرمیٹ نے کہا "یہاں آکر آج صبح نہاؤ"۔ میرا ہاتھ منوں
 ہی جاتا۔ تہ منوں ہاتھوں پہاڑ۔ کہہ کر تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 شروع ہوا۔ تہ منوں ہاتھوں پہاڑ۔ کہہ کر تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تہ منوں ہاتھوں پہاڑ۔ کہہ کر تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 سب وی اٹھ کر نکلے۔ ویرانوں کے نام یہ یاد آتا ہے۔ تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 اور تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

کہ اور بہت بڑے تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں
 تھم تھم کیے۔ جگہ سے بچ کر آج صبح نہاؤ۔ پتھر میں

محمد صبر نون شاہی
پشاور

ایمان داری دی گیل تلبے دے

مقبول الحجاز انجمنی دا اصلی نال مقبول احمدی ہے۔ تہ اسی
سے سکرٹریٹ جوج ساڈے نال تقریباً وی یا بیجی دریاں دہ ٹرصد
مگراؤ دے۔ تقریباً وی سالانہ نقل ایہ شخص سکرٹریٹ
ایمپلائمنٹ دہ صدر تے سکرٹریٹ دیاں چاروں ایسوی ایسٹنٹاں دی
کونسل دہ پیر میں رہیا۔ سکرٹریٹ ایمپلائمنٹ دی لیڈر شپ جبری
اسی نے لیتی اے ازے نال بندہ جسٹ سکرٹری دے فرانس ایام
دیندا دینا۔ ایہ تے میں ضرور ٹیساں کہ بحیثیت سکرٹریٹ دے
لیڈر دے ایسی کس نے خوب نام لکایا آیا تے بہترین لیڈر ثابت ہوا
تے بحیثیت بندو شاکر دے بی اسی نے نام لکایا۔

تارا دیرا کتابچہ نظم تارا دیرا تے تعلق دے جوج ایہا رہبانیر تے
میں ایہ کراں بڑھنے دے لائق اے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی
پربک نظم ایسی نعمت تے بندو دا روزاں ای میں ہندی
برے **بندو کوٹیاں** ہوں انہاں دی مال جونی ول متوجہ کردی ہوں
نظر پی آندی اے۔ مزید اسے کہہ ڈیر غور کتاب تعلق

دعویٰ کے سال سے جناب ڈاکٹر حبیب نذیر تبسم دی داس
 بڑھ کے فارمولا دیے کہ مقبول اعجازی دی لیدری تے وت
 ہندو شاعری دج کوں تضاد شیعاً ۔

ڈاکٹر نذیر تبسم دی بقول
 "مختصاً لہا جاسکتا ہے کہ بیسویں صدی کے نصف آخر
 میں جو ہندو شاعری تعریف ایسے خالص ہے کہ
 خود معدن کرتی ہیں ان میں مقبول اعجازی
 کی تارا دیرا / دل ملحقاً اور اب اس کی نئی قابلیت
 شاعری تاملی کو سر نہیں رہتا تھا جاسکتا ہے بعد
 صرف یہاں تک ہے جو اسے ہندو زبان واد
 کی تاریخ میں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے"

مقبول اعجازی دی لیدری دج تھے شاعری دج کوں
 تضاد شیعاً ۔ ایہ دن پچھلے سراج دج اسلے واسلے
 کہاوتے کہ پور بھی لیدری او ایسے ون آیا تے وت
 ہندو شاعری کتھی تے اس دے دج لہی کے ون پکا دھرا دے
 تے میں ایہہ کیساں کہ مقبول نے ہندو زبان تھماں پیش کیتاں
 شاید کوئی ہندو وہ شاعر بگد سہیلسی ۔